نئی دھلی میں ماحولیات موافق ھیریٹیج روٹ پرواقع

تاریخی عمارتوں کاتحفظ

مغل باد شاہ ھمایوں کامقبرہ نئی دھلی میں مجوزہ ھیری ٹیج روٹ میں شامل ھے۔

توقع ہے کہ ۲۰۱۰ میں نئی دہلی میں منعقد ہونے والے دولت مشترکہ کھیلوں میں ایک کروڑ افراد دنیا کے گوشے گوشے سے دارالحکومت نئی دہلی آئیں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی توقع کی جاتی ہے کہ اُن میں سے بیشتر نہ صرف کھیلوں کی تقریبات میں شریک ہوں گے بلکہ دارالحکومت کے تاریخی مقامات اور آثار بھی دیکھنا چاہیں گے۔ لیکن ماہرین تحفظ آثار قدیمہ، مورخین اور اپنے شہر کی قدیم تاریخی وراثت پر فریفتہ لوگوں کو سیاحوں کی اس کثرت کے نتائج بد سے سخت تشویش لاحق ہے۔

اس خدشے کے پیش نظر مناسب تدبیریں اختیار کی جارہی ہیں۔ ۱۶ویں صدی میں تعمیر شدہ مقبرۂ ہمایوں کو لال قلعہ سے جوڑنے والی سڑک پر صاف ستھری توانائی سے چلنے والی بسوں کے ذریعہ سیاحوں کو لانے اور لے جانے کا نظم زیر غور ہے۔ دنیا کے دوسرے بڑے شہروں کی طرح، یہ بسیں جگہ بہ جگہ رکتی اور ٹھہرتی ہوئی جایا کریں گی تاکہ سیاح نسبتاً کم معروف ومقبول تاریخی مقامات کو دیکھنے کے لئے اتریں اور انہیں دیکھنے کے بعد پھر بس پر سوار ہوکر اگلی منزل کے لئے چل پڑیں۔ ان مخصوص بسوں کے چلانے کا مقصد بھیڑ بھاڑ اور ہوا کی آلودگی کو کم کرنا ہے۔ نئی دہلی میں واقع درجنوں تاریخی عمارات اور آثار سے گزرنے والی مجوزہ بس سروس کے بعد، تحفظ وراثت کے اگلے مراحل میں تعلیمی مراکز کو بھی بس روٹ میں شامل کرنا، پیدل چلنے والوں کے لئے نشستوں کا نظم کرنا اور ماحولیات موافق روشنی کا انتظام بھی زیر غور ہے۔

یہ تمام کام دراصل ہندوستانی قومی ٹرسٹ برائے آرٹ وثقافتی وراثت کے ایک منصوبے کا حصہ ہے جس کا مقصد نئی دہلی کی زرّیں تاریخ کو نمایاں کرنا، اسے ایک "تاریخی وراثت کے حامل شہر" کی حیثیت سے پیش کرنا اور ان بیش بہا خزینوں کو محفوظ وسلامت رکھنا ہے۔ پہلے روٹ کی تعمیر امریکن ایکسپریس کمپنی اور ورلڈ مونومنٹس فنڈ کی جانب سے ۲ لاکھ ڈالروں پر مشتمل مالی اعانت سے کی جائے گی۔ امریکن ایکسپریس کمپنی اور ورلڈ مونومنٹس فنڈ ہر دو سال میں ۱۰۰ انتہائی طور معرض خطر آثار قدیمہ کی فہرست جاری کرتے ہیں۔

۷ نومبر ۲۰۰۷ کو گرانٹ کے اعلان کے وقت امریکن ایکسپریس کے نائب صدر ایڈ کلیگن نے کہا "سیاحت، نہ صرف سیاحوں کے تجربات میں اضافہ کرتی ہے بلکہ دنیا کے گوشے گوشے میں موجود لیکن جاں بلب بیش بہا تاریخی عمارتوں کو ایک حیات نو بھی بخشتی ہے۔ —لورنڈا کیز لونگ